سوال

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سب وشتم کرنے والی لونڈی کو قتل کرنے والے نیبنا شخص کی حدیث کے بارہ میں

جواب

الحمد للہ

سوال میں مذکور حادثہ کے متعلق درج ذیل نقاط میں کلام کی جائیگی :

اول :

اس حدیث کا حکم :

اس حدیث کو ابوداود نے حدیث نمبر (4361) میں روایت کیا ہے، اوراسی طریق سے دار قطنی (112/3) نے بھی اور دوسرے طریق سے بھی مروی ہے

اورامام نسائی نے سنن المجتبی نسائی حدیث نمبر (4070) اورالسنن الکبری (304/2) اورابن ابی عاصم نے الدیات میں حدیث نمبر (249) اور طبرانی نے معجم الکبیر (351/11) اورامام حاکم نے مستدرک الحاکم (394/4) اور بیھقی نے سنن الکبری (60/7) میں روایت کی ہے، سب نے عثمان الشحام عن عکرمۃ عن ابن عباس کے طریق سے روایت کی ہے، لیکن روایات کے الفاظ مختلف ہیں کہیں قصہ تفصیلی ہے اور کہیں مختصر

یہ سند حسن ہے، اوراس کے روات ثقات ہیں، اسی لیے ابوداود اور نسائی نے اس حدیث کو روایت کرنا قبول کیا ہے، اوراس پر سکوت اختیار کیا ہے، اورامام احمد نے بھی، اور مجد ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"امام احمد نے اس سے اپنے بیٹے عبداللہ کی روایت میں اس سے حجت پکڑی ہے " انتہی

دیکھیں : نیل الاوطار (208/7).

اورامام حاکم کہتے ہیں : صحیح اور مسلم کی شرط پر ہے لیکن انہوں نے اسے روایت نہیں کیا، اورامام ذہبی نے اپنی تلخیص میں اورابن حجر نے بلوغ المرام (363) میں اسے صحیح کہا ہے، اور کہا ہے اس کے روات ثقات ہے

اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کی سند صحیح اور مسلم کی شرط پر قرار دی ہے

دیکھیں : ارواء الغلیل (91/5). انتہی

اس کی شاہد وہ روایت ہے جو شعبی سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ علی رضی اللہ تعالی عنہ نے بیان کیا :

"ایک یہودی عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور آپ پر سب وشتم کرتی تھی، توایک شخص نے اس کا گلا گھونٹ دیا حتی کہ وہ مرگئی، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

اس کا خون باطل قرار دیا"

سنن ابو داود حدیث نمبر (4362) اس طریق سے ہی بیہقی نے سنن الکبری (60/7) میں اور ضیاء المقدسی نے المختارۃ (169/2) میں روایت کی ہے

شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

اس کی سند صحیح اور شیخین کی شرط پر ہے، لیکن انقطاع کی وجہ سے علامہ البانی نے ضعیف ابو داود میں اسے ضعیف قرار دیا ہے

اقرب یہ ہے کہ اس پر مرسل کا حکم لگایا جائے، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"اور دار قطنی علل میں کہتے ہیں : شعبی نے علی رضی اللہ تعالی عنہ سے ایک حرف کے علاوہ کچھ نہیں سنا، جو دوسرے نے نہیں سنا"

گویا کہ انہوں نے اس سے وہ روایت مراد لی ہے جو امام بخاری نے ان سے رجم والی روایت بیان کی ہے جو علی رضی اللہ تعالی عنہ سے ہے جب انہوں نے ایک عورت کو رجم کیا تو کہنے لگے : میں نے اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور طریقہ پر رجم کیا ہے" ابن حجر کی کلام ختم ہوئی

دیکھیں : تھذیب التھذیب (68/5).

لیکن اکثر اہل علم کے ہاں شعبی رحمہ اللہ کی مراسیل قبول ہیں، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی " الصارم المسلول " میں کہتے ہیں :

" یہ حدیث جید ہے؛ کیونکہ شعبی نے علی رضی اللہ تعالی عنہ کو دیکھا ہے، اور ان سے شراحہ الھمدانیۃ والی حدیث روایت کی ہے، اور علی رضی اللہ تعالی عنہ کے دور میں شعبی کی عمر بیس برس کے قریب تھی، اور وہ کوفی ہیں، ان کی لقاء ثابت ہے، تو حدیث متصل ہوگی، پھر اگر اس میں ارسال بھی ہو تو بالاتفاق حجت ہے، کیونکہ شعبی کا علی سے سماع بعید ہے کیونکہ اہل علم کے ہاں شعبی صحیح المراسیل ہے، وہ اس کی صحیح مراسیل ہی جانتے ہیں، پھر وہ سب لوگوں میں علی رضی اللہ تعالی عنہ کی احادیث کو زیادہ جاننے والا ہے، اور وہ اس کے ثقہ اصحاب کو زیادہ جانتا ہے انتہی

دیکھیں : الصارم المسلول (65).

اور اس قصہ کی ایک اور روایت بھی شاہد ہے جو ابن سعد کی روایت الطبقات الکبری (120/4) میں ہے وہ بیان کرتے ہیں :

" ہمیں قبیصہ بن عقبہ نے خبر دی، وہ کہتے ہیں ہمیں یونس بن ابی اسحاق نے ابو اسحاق سے حدیث بیان کی، وہ عبد اللہ بن معقل سے بیان کرتے ہیں وہ کہتے ہیں :

" ابن ام مکتوم مدینہ میں ایک انصاری کی پھوپھی جو یہودی تھی کے پاس ٹھرے، وہ ان کے ساتھ نرمی برتتی اور بڑی رفیق تھی، لیکن اللہ اور اس کے رسول کے متعلق انہیں اذیت دیتی، تو انہوں نے اسے پکڑ کر مارا اور قتل کر دیا، اس کا معاملہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا تو ابن ام مکتوم کہنے لگے :

اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی قسم اگرچہ وہ میرے ساتھ بڑی نرم دل تھی، لیکن اس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں بڑی اذیت دی تو میں نے اسے مارا اور قتل کر دیا، چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے :

" اللہ تعالی نے اسے دور کر دیا، میں نے اس کا خون باطل کر دیا"

اس سند کے راوی ثقہ ہیں

ان سب مجموعی روایات سے حاصل یہ ہوا کہ : اصل میں یہ قصہ سنت نبویہ میں ثابت ہے

لیکن کیا یہ ایک واقعہ ہے یا کئی ایک واقعات ہیں ؟

ظاہر تو یہی ہوتا ہے کہ یہ ایک واقعہ ہے ، شیخ الاسلام ابن تیمیہ اسی قول کی طرف مائل ہیں ان کا کہنا ہے :

"اس پر یعنی اس حادثہ کے ایک ہونے پر امام احمد کی کلام بھی دلالت کرتی ہے ؛ کیونکہ عبد کی روایت میں ان سے کہا گیا :

جب ذمی آدمی سب و شتم کرے تو اسے قتل کرنے میں احادیث وارد ہیں ؟

تو انہوں نے جواب دیا : جی ہاں ، ان احادیث میں اس نابینا والی حدیث بھی شامل ہے جس نے عورت کو قتل کیا تھا ، وہ کہتے ہیں اس نے سنا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب و شتم کر رہی ہے ، پھر عبد اللہ نے ان سے دونوں حدیثیں روایت کی ہیں

اور اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ : اس طرح کے دو قصے دونوں نابینوں کے ساتھ پیش آنا ہر ایک کے ساتھ عورت اچھا سلوک کرتی تھی لیکن اس کے ساتھ وہ بار بار سب و شتم کا بھی شکار تھی ، اور دونوں نابینوں نے اکیلے ہی عورت کو قتل کیا ، اور دونوں واقع میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو قسم دی ، یہ عادتا بعید ہے "

الصارم المسلول (72-73) اختصار کے ساتھ

اور روایات میں اس یہودی کو قتل کرنے کے طریقہ میں اختلاف میں جو اشکال ہے کہ آیا اسے گلا گھونٹ کر قتل کیا گیا یا کہ تلوار گھونپ کر ؟ یہ اشکال باقی رہتا ہے

ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس میں دو احتمال ذکر کیے ہیں :

احتمال ہے کہ ابن ام مکتوم نے پہلے گلا گھونٹا اور پھر تلوار گھونپ دی

اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ : کسی ایک روایت میں غلطی کا وجود ہے

دیکھیں : الصارم المسلول (72).

دوم :

روایت میں اس کی دلیل نہیں ہے کہ لونڈی کے پیٹ میں بچہ تھا ، اور جو کوئی بھی سیاق و سباق سے ایسا سمجھتا ہے اس نے غلطی کی ہے ، بعض روایات کے الفاظ میں : " تو اس کی ٹانگوں کے پاس بچہ گر گیا اور وہاں وہ خون سے لت پت ہو گیا "

یہ کسی بھی طرح اس پر دلالت نہیں کرتا ؛ بلکہ ظاہر یہ ہوتا ہے کہ وہ اس کے دو بچوں میں سے ایک تھا جن کے اوصاف بھی نابینے نے بیان کرتے ہوئے کہا :

" دو موتیوں کی طرح "

وہ بچہ شفقت کے ساتھ اپنی ماں کے پاس آیا اور خون میں لت پت ہو گیا ، اس کی دلیل یہ ہے کہ طبرانی کی ایک روایت کے الفاظ ہیں :

" تو اس کے دونوں بچے اس کی ٹانگوں کے پاس خون میں لت پت ہو گئے "

یعنی یا تثنیہ کے ساتھ دو بچوں کا ذکر ہے، اور بیہقی کی روایت میں بھی ہے :

" تو اس کے دونوں بچے اس کی ٹانگوں کے پاس خون میں لت پت ہوگئے "

اور " سوالات الآجری ابا داود السجستانی " صفحہ (201) میں بھی درج ہے جو اس پر دلالت کرتا ہے :

ابو داود کہتے ہیں : میں مصعب الزبیری کو سنا وہ کہہ رہے تھے :

عبداللہ بن یزید الخطمی صحابی نہیں، وہ کہتے ہیں : یہ وہی ہے جس کی ماں کو نابینے نے قتل کیا تھا، اور یہ وہی بچہ ہے جو اس کی ٹانگوں کے درمیان گرا تھا، جس عورت نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سب وشتم کیا تھا انتہی

تو پھر کوئی نوزائدہ بچہ مقتول نہ تھا، اور پھر یہ ممکن ہی نہیں کہ شریعت ایسا عمل اور قانون لائے کہ بچہ ماں کی سزا کا متحمل ٹھرے، اور پھر اللہ تعالی کا تو فرمان یہ ہے :

اور کوئی بھی کسی دوسرے کا بوجھ اور گناہ نہیں اٹھائیگا.

حدیث اور روایات کے الفاظ مختلف آنے اور بعض اوقات عکرمہ سے مرسل روایت جیسا کہ ابو عبید القاسم بن سلام نے " الاموال حدیث نمبر (416) میں بیان کی ہے، اور حفاظ نے عثمان الشحام کی روایت میں مناکیر کی موجودگی کی بنا پر نقد کیا ہے، جیسا کہ یحیی القطان کہتے ہیں : کبھی معروف اور کبھی منکر بیان کرتا ہے، اور میرے پاس وہ نہیں

اور ابو احمد الحاکم کہتے ہیں : ان کے ہاں قوی نہیں، اور دار قطنی کہتے ہیں : بصری اور معتبر ہے، یہ سب قصہ میں مذکور تفاصیل میں شک اور توقف واجب کرتا ہے، لیکن یہ اس درجہ تک نہیں پہنچتا کہ اصل روایت ہی رد کر دی جائے اور حادثہ کے وقوع کی نفی کر دی جائے، اس کے علاوہ بھی اس کے کئی شواہد آئے ہیں جن کا اوپر بیان ہو چکا ہے، اور متقدمین اور متاخرین اہل علم نے اسے قبول کیا ہے

سوم :

اس قصہ میں اہل کتاب کے ساتھ مسلمانوں کے عدل و انصاف کی دلیل پائی جاتی ہے جو ان کے ساتھ کیا جاتا تھا، جسے شریعت مطہرہ نے سب جہانوں کے لیے بطور رحمت بنا کر لائی ہے

چنانچہ معاہدہ کرنے والے یہودیوں کے حقوق محفوظ ہیں اور کوئی بھی شخص انہیں اذیت و تکلیف نہیں دے سکتا، اسی لیے جب لوگوں نے ایک یہودی عورت کو قتل پایا تو لوگ ہڑ بڑا گئے اور اسکا معاملہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا جنہوں نے ان یہودیوں کو معاہدہ اور امان دے رکھی تھی، اور ان سے جزیہ نہیں لیتے تھے، چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم شدید غضبناک ہوئے اور مسلمانوں کو اللہ کا واسطہ اور قسم دے پوچھا کہ وہ ایسا کرنے والے کو ظاہر کریں، تا کہ وہ اس کی سزا کے متعلق دیکھیں اور اس کے معاملہ میں فیصلہ کریں

لیکن جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ معلوم ہوا کہ اس نے کئی ایک بار معاہدہ توڑا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کر کے اذیت پہنچائی ہے تو وہ اپنے تمام حقوق سے محروم کر دی گئی، اور بطور حد قتل کی مستحق ٹھری جو شریعت مطہرہ ہر اس شخص پر لاگو کرتی ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سب وشتم کرے، چاہے مسلمان ہو یا ذمی یا معاہدہ والا، کیونکہ انبیاء کے مقام و مرتبہ کے ساتھ توہین کرنا اللہ کے ساتھ کفر ہے، اور ہر حرمت اور عہد وپیمان اور حق کو توڑنا، اور عظیم خیانت ہے جو سخت سے سخت سزا کی موجب ٹھرتی ہے

دیکھیں : احکام اھل الذمۃ (1398/3).

اور رہا یہ مسئلہ کہ : مرتد کی حد لاگو کرنا حکمران یا اس کے نائب سے ساتھ مخصوص ہے ، اس اشکال کو شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے ذکر کرتے ہوئے کہا ہے :

" اور باقی یہ رہ جاتا ہے کہ : حدود کا نفاذ امام یعنی حکمران یا اس کے نائب کے علاوہ کوئی نہیں کر سکتا ؟

اس کا جواب کئی ایک وجوہ سے ہے :

پہلی وجہ :

مالک کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنے غلام پر حد لاگو کرے اس کی دلیل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے :

" تم اپنے غلاموں پر حدود کا نفاذ کرو "

مسند احمد حدیث نمبر (736) شیخ ارناؤوط نے اسے حسن قرار دیا ہے ، اور علامہ البانی رحمہ اللہ اس طرف مائل ہیں کہ یہ جملہ علی رضی اللہ تعالی عنہ کی کلام میں سے ہے

دیکھیں : ارواء الغلیل (2325).

اور یہ فرمان :

" جب تم میں سے کسی ایک کی لونڈی زنا کرے تو وہ اسے حد لگائے "

سنن ابو داود حدیث نمبر (4470) یہ صحیحین میں ان الفاظ کے ساتھ ہے " تو وہ اسے کوڑوں کی حد لگائے "

فقہاء حدیث کے ہاں کسی اختلاف کا مجھے علم نہیں کہ اسے حد لگانے کا حق حاصل ہے ، مثلا زنا اور قذف وبہتان اور شراب نوشی کی حد ، اور مسلمانوں کے ہاں اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ وہ اسے تعزیر لگائے ، اس میں وہ اختلاف کرتے ہیں کہ آیا اسے قتل کرنے یا ہاتھ کاٹنے کا حق حاصل ہے ، مثلا مرتد ہونے والے کو قتل کرنا ، یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سب وشتم کرنے اور توہین کرنے والے کو قتل کرنا ، اور چوری کرنے پر ہاتھ کاٹنا ؟

اس میں امام احمد سے دو روایتیں ہیں :

پہلی روایت : جائز ہے ، اور یہ امام شافعی سے بھی بیان کردہ ہے

اور دوسری روایت یہ ہے : جائز نہیں ، اور اصحاب شافعی سے دو میں سے ایک وجہ اور امام مالک کا بھی یہی قول ہے ، اور ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے صحیح ثابت ہے کہ انہوں نے اپنے غلام کا چوری کی بنا پر ہاتھ کاٹا تھا ، اور حفصہ رضی اللہ تعالی عنہا نے جادو کا اعتراف کرنے والی اپنی ایک لونڈی کو قتل کیا تھا ، اور یہ ابن عمر کی رائے کی بنا پر ہوا ؛ تو اس طرح یہ حدیث اس کے لیے دلیل ہوئی جو مالک کے لیے غلام پر حد لاگو کرنے کو جائز قرار دیتے ہیں

دوسری وجہ :

اس میں زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ امام کے معاملات میں دخل اندازی ہے ، اور امام کو حق حاصل ہے کہ جس نے اس کے بغیر کسی واجب میں حد لاگو کی اسے معاف کر دے

تیسری وجہ :

اگرچہ یہ حد ہے، اور وہ حربی کو قتل کرنا بھی ہے؛ تو یہ اس کے مرتبہ میں ہوا کہ اس حربی کو قتل کرنا جس کو قتل کرنا حتمی تھا، اور یہ ہر ایک کو قتل کرنا جائز ہے ...

چوتھی وجہ :

اس طرح کا واقعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ہوا ہے، مثلا عمر رضی اللہ تعالی عنہ کا اس منافق کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر قتل کرنا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ پر راضی نہیں ہوا تھا، تو اس کے اقرار میں قرآن نازل ہوا

اور اسیطرح بنت مروان جسے اس مرد نے قتل کر دیا تھا حتی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اللہ اور اس کے رسول کا مددگار کا نام دیا، یہ اس لیے کہ جسے کسی معنی یعنی دین کے خلاف چال اور مکر کرنے اور دین کو خراب کرنے کی بنا پر قتل کرنا واجب ہو چکا ہو، وہ اس جیسا نہیں جس نے کسی شخص کو معصیت و نافرمانی زنا وغیرہ کی بنا پر قتل کر دیا ہو" انتہی

دیکھیں: الصارم المسلول (285-286).

واللہ اعلم.